HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)

Home Page: http://habibiaislamicus.com

Approved by HEC in Y Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY

Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

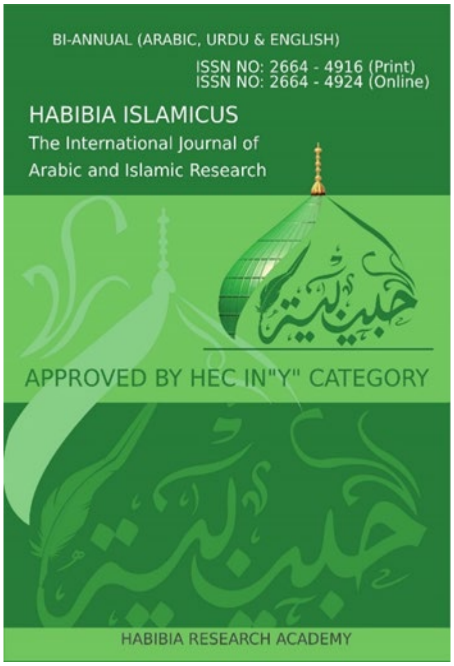

TOPIC:

THE ARGUMENTS OF BELIEVERS AND REFUSERS ABOUT THE ALIGHTING OF PROPHET JESUS (A.S)" AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF 'URDU TAFASEER

نزولِ مسیح کے قائلین ومانعین کے دلائل (منتخب اردو تفاسیر کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)

AUTHORS:

1- *Muhammad Ibraheem Khalil, Doctoral Candidate Quran & Tafseer, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Email: dribraheemkhalil50@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-9391-6645*

2- *Prof.Dr.Abdul Hameed Khan Abbasi, Dean Faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad., Email: dr.ahameed.k@gmail.com*

How to Cite: *Khalil, Muhammad Ibraheem, and Abdul Hameed Khan Abbasi. 2021. "THE ARGUMENTS OF BELIEVERS AND REFUSERS ABOUT ALIGHTING OF PROPHET JESUS (A.S)" AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF 'URDU TAFASEER: نزولِ مسیح کے قائلین و مانعین کے دلائل (منتخب اردو تفاسیر کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 5 (3):215-36. https://doi.org/10.47720/hi.2021.0503u14.*

URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/164

Vol. 5, No.3 || July –September 2021 || P. 215-236

Published online: 2021-09-30

QR. Code

THE ARGUMENTS OF BELIEVERS AND REFUSERS ABOUT THE ALIGHTING OF PROPHET JESUS (A.S)" AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF 'URDU TAFASEER

نزولِ مسیح کے قائلین ومانعین کے دلائل (منتخب اردو تفاسیر کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)

Muhammad Ibraheem Khalil, Abdul Hameed Khan Abbasi,

ABSTRACT:

Allah Almighty appointed the most pious amongst human beings as His messengers to mankind for their guidance and counseling. Most of the prophets belonged to the tribe of Bani Israel. The last in the chain was Jesus Christ. He was from the family of David (peace be upon him) and was a close relative of Zechariah (peace be upon him). Allah Almighty blessed him with many miracles including famous miracles like the healing of lepers, knowledge of the unseen, resurrection of the dead by the command of Allah Almighty, and revelation of the table. The Jews became his enemies and they wanted to kill him. But Allah saved him and took him to heaven alive. As the Day of Resurrection draws near, he will be sent back to Earth where he will die a natural death after completing his lifespan. There is a difference of opinion among the commentators as to whether he will be resurrected alive and will be resurrected near the Day of Resurrection. Among the challenges of Christ's resurrection are the majority of commentators such as Maulana Muhammad Idrees Kandhalvi, Maulana Sanaullah Amritsar, Allama Ghulam Rasool Saeedi, and Allama Mohsin Najafi who believe in the revelation of Jesus.

KEYWORDS: *Pious, Messengers, Bani Israel. Miracles, Resurrection, Revelation, Heaven*

(اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت وراہنمائی کیلئے جن برگزیدہ ہستیوں کو مبعوث فرمایا، ان میں اکثریت بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئی۔ انہی انبیائے بنی اسرائیل میں سب سے آخر میں حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوئے۔ آپ حضرت داوٗدؑ کے خاندان میں سے تھے اور حضرت زکریاؑ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی ایک معجزات سے نوازا تھا جن میں مشہور معجزات کوڑھی کے مریضوں کی شفایابی، علمِ غیب، مُردے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کرنا اور مائدہ کا نزول شامل ہے۔ جب آپؑ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دی تو یہود آپ کے دشمن بن گئے اور انہوں نے آپؑ کو قتل کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچالیا اور اپنی طرف زندہ اٹھالیا۔ قیامت کے قریب آتے ہی آپؑ کو دوبارہ زمین پر بھیجا جائے گا جہاں آپؑ اپنی بقیہ زندگی پوری کرکے طبعی موت پائیں گے۔

آپؑ زندہ اٹھائے جانے اور قُربِ قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہونے میں مفسّرین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ مفسرین جیسے سر سیّد احمد خان، مرزا بشیر الدین، محمد علی لاہوری اور جناب جاوید احمد غامدی نزول مسیحؑ کے مانعین میں شامل ہیں جبکہ جمہور مفسرین مثلاً مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ، علامہ غلام رسول سعیدیؒ اور علامہ محمد محسن نجفی نزول عیسیٰؑ کے قائل ہیں۔)

تمہید: اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت وراہنمائی کیلئے جن برگزیدہ ہستیوں کو مبعوث فرمایا، ان میں اکثریت بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئی۔ انہی انبیائے بنی اسرائیل میں سب سے آخر میں حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوئے۔ آپؑ کا خاندانی پس منظر یہ ہے کہ آپؑ حضرت داوٗدؑ کی نسل سے ہیں اور نبی اللہ حضرت زکریاؑ آپؑ کی والدہ ماجدہ حضرت مریمؑ کے خالو تھے۔ قرآن مجید میں حضرت زکریا کا تذکرہ دیگر انبیاءؑ کے ساتھ اس طرح آیا ہے:

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ [1] ترجمہ: "اور زکریا اور یحیٰ اور عیسیٰ اور الیاس سب صالحین میں سے تھے"۔

حضرت عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت زندگی گذاری اور لوگوں کو دینِ حق کی دعوت دیتے رہے۔ جب یہود نے آپؑ کی مخالفت میں شدّت اختیار کی اور آپؑ کے (نعوذ باللہ) قتل کے درپے ہوئے اور اس مقصد کے لئے آپؑ کو صلیب پر چڑھانا چاہا تو حکمِ خداوندی سے وہ ایسا نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنی طرف زندہ اٹھالیا اور یہود نے کسی اور کو حضرت عیسیٰؑ کے شبہ میں صلیب پر چڑھادیا۔ اس بات کا ذکر قرآنِ مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا -وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا -وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا -بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا -[2]

ترجمہ: "پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور اللہ کی آیتوں کا کفر کرنے کی وجہ سے اور نبیوں کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں (ہم نے ان پر لعنت کی) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگائی ہے تو وہ بہت کم ہی ایمان لائیں گے۔ اور ان کے کفر اور اس قول کی وجہ سے (بھی جس میں) انہوں نے مریمؑ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح ابن مریم علیہالسلام رسول اللہ کو قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ انہوں نے اس کو سولی دی لیکن ان کے لئے (کسی شخص کو عیسیٰؑ کا) مشابہ بنادیا گیا تھا اور بے شک جنہوں نے اس معاملہ میں اختلاف کیا وہ ضرور اس کے متعلق شک میں ہیں، انہیں اس کا بالکل یقین نہیں ہے ہاں وہ اپنے گمان کے مطابق کہتے ہیں اور انہوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ بہت غالب نہایت حکمت والا ہے۔

مندرجہ بالا آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان کیا ہے کہ یہود نہ تو حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر سکے اور نہ ہی صلیب دے سکے بلکہ وہ شبہ میں پڑ گئے اور جس کام کا کرنا مقصود تھا اس میں اختلاف کا شکار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنی طرف اٹھالیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب اور بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ قرآنِ مجید کے اجمالی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور طبعی موت پائیں گے۔ جہاں تک برّصغیر کے مفسّرین کا تعلّق ہے اس سلسلے میں دو قسم کے نقطہ ہائے نظر پیدا ہوئے۔ ایک وہ جو نزولِ عیسیٰؑ کو مانتے ہیں اور دوسرا وہ جس کے مطابق آپؑ کا نزول نہیں ہوگا۔ ذیل میں نزولِ عیسیٰؑ کے مانعین و قائلین کے نقطہ ہائے نظر اور دلائل پیش کئے جائیں گے اور منتخب اردو تفاسیر کی روشنی میں ان کا تجزیہ کیا جائے گا۔

نزولِ مسیحؑ کے مانعین کا نقطہ نظر: سیدنا عیسیٰؑ کے نزول کے مانعین میں سر سیّد احمد خان سرفہرست ہیں، ان کے بعد مرزائے قادیان اور بعد میں جناب جاوید احمد غامدی نے بھی اسی نقطۂ نظر کو اختیار کیا۔

سر سیّد احمد خان چونکہ عقلیّت پرست ہیں اس لئے وہ ہر چیز کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ چونکہ نبی اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نہ صرف مختلف معجزات سے نوازا ہے بلکہ کچھ ایسے واقعات جو خارقِ عادت ہیں انہیں آپؑ کے ساتھ ملحق کیا ہے، مثلاً بغیر باپ پیدائش، صغیر سنی میں بولنا اور بغیر موت آسمان کی طرف ارتفاع کرنا شامل ہیں۔ سر سیّد احمد خان چونکہ معجزا اور خارقِ عادت واقعات کو عقلاً تسلیم نہیں کرتے اس لئے آپ حضرت عیسیٰؑ کی بن باپ پیدائش اور دوسرے معجزات مثلاً مُردوں کو زندہ کرنا، مٹی کے پرندوں میں پھونک مار کر اڑانا، کوڑھی اور برص کے مریضوں

کو شفایاب کرنا وغیرہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اسی طرح سر سیّد احمد خان حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے بھی قائل نہیں ہیں اور اس کے لئے انہوں نے آسان طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دینے اور صلیب پر موت کو حقیقت قرار دیا ہے اور اس کے حق میں دلائل دیے ہیں۔ چنانچہ سر سیّد صلیب دینے کے طریقے کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صلیب کا طریقہ یہ تھا کہ انسان کے دونوں ہاتھ لکڑیوں پر پھیلا کر ان میں کیل ٹھونک دیے جاتے تھے اور ایسے ہی پاؤں کے ساتھ بھی معاملہ کیا جاتا اور بعض اوقات انہیں باندھ دیا جاتا یوں انسان صلیب پر چار پانچ دن لٹکا رہتا اور بھوک، پیاس اور گرمی کی شدّت سے کئی کئی دن میں مر تا تھا۔ سر سیّد فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر چڑھایا گیا وہ جمعہ کا دن تھا اور یہودیوں کی عید فصح کا تہوار تھا۔ آپ کو صلیب سے اسی دن اتار دیا گیا کیونکہ آگے سبت شروع ہونے والا تھا اور یہودی مذہب کی رو سے ضروری تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش کو دن ختم ہونے سے پہلے دفنا دیا جائے اسی لئے حضرت عیسیٰؑ کو بھی یوسف نے لحد میں رکھا اور اوپر ایک بڑا پتھر رکھ دیا۔ آپ مزید فرماتے ہیں:

"جب اس تمام واقعہ پر مؤرخانہ طور پر نظر ڈالی جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ ان پر ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ لوگوں نے ان کو مُردہ سمجھا"۔[3] (تفسیر القرآن، ص423-426)

سر سیّد احمد خان نے اپنے متذکرہ نقطۂ نظر کی حمایت میں مندرجہ ذیل چار قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے متعلق چار جگہ ذکر آیا ہے:

1. اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۔[4]

ترجمہ: "جب اللہ نے عیسیٰ سے کہا کہ بے شک میں تجھ کو وفات دینے والا ہوں اور تجھ کو اپنی طرف رفع کرنے والا ہوں"۔

2. مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ[5]

ترجمہ: "جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے کہے گا کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ تجھ کو اور تیری ماں کو خدا بناؤ تو حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ میں نے ان سے نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ خدا کی عبادت کرو جو میرا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان پر شاہد تھا پھر جب تو نے مجھ کو وفات دی تو تُو ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے"۔

3. وَجَعَلَنِيْ مُبَارَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَاَوْصَانِيْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا - وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۚ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا - وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا -[6]

ترجمہ: "جب حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کو علماء یہود سے کلام کرنے کو لے آئیں تو حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ میں خدا کا بندہ اور نبی ہوں مجھ کو کتاب ملی ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے نماز کا اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ ہوں اور میں اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے کا اور مجھ کو جبّار وشقی نہیں بنایا ہے اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن کہ مروں گا اور جس دن کہ پھر زندہ ہو کر اٹھوں گا (یعنی بروز حشر)۔"

4. وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا -[7]

ترجمہ: "یہودی کہتے تھے ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول خدا کو قتل کر ڈالا ہے حالانکہ انہوں نے نہ انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا لیکن ان پر (صلیب پر مارنے کی) شبیہ کر دی گئی اور جو لوگ کہ اس میں اختلاف کرتے ہیں البتہ وہ اس بات میں شک میں پڑے ہیں ان کو اس کا یقین نہیں ہے بجز گمان کی پیروی کے انہوں نے ان کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس ان کو اٹھالیا"۔

مندرجہ بالا آیات کی تطبیق بیان کرتے ہوئے سر سیّد احمد خان فرماتے ہیں ہ پہلی تین آیات سے حضرت عیسیٰؑ کا اپنی موت سے وفات پانا علانیہ ظاہر ہے، مگر علمائے اسلام قرآن مجید پر غور کرنے کی بجائے محض نصاریٰ کی تقلید میں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں، اس لئے انہوں نے ان آیات کے بعض الفاظ کو اپنی غیر محقق تسلیم کے مطابق کرنے کی بے جا کوشش کی۔ علاوہ ازیں سر سیّد کے مطابق پہلی ایت میں صاف لفظ "متوفیک" کا واقع ہے جس مے معنی عموماً ایسے مقام پر موت کے لئے جاتے ہیں۔ خود قرآن مجید سے اس کی تفسیر پائی جاتی ہے جہاں ارشادِ ربانی ہے: "الله يتوفى الانفس حين موتها" ابنِ عباس اور محمد ابن اسحاق نے بھی "متوفیک" کے معنی "ممیتک" کے لئے ہیں۔ [8]

سر سیّد احمد خان حضرت عیسیٰؑ کے طبعی موت مرنے کے حق میں مزید دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "جن علماء نے "متوفیک" کے معنی "ممیتک" کے قرار دیے تھے انہوں نے قرآنِ مجید کو ٹھیک ٹھیک معنی سمجھے تھے، ان کا خیال تھا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی موت سے مرے۔ مگر انہوں نے "رافعک" کے مضمون میں غلطی کی جو یہ خیال کیا کہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے کیونکہ "رافعک" کے لفظ سے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا آسمان پر جانا لازم نہیں آتا۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موتِ طبعی طاری کرنے سے مقصود یہ تھا کہ ان کے دشمن ان کو قتل نہ کر سکیں۔ [9]

سر سیّد احمد خان سیدنا عیسیٰؑ کے طبعی موت مرنے کے حق میں دلائل دیتے ہوئے بحث کو سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں: "بہر حال ان اقوال سے اس قدر ثابت ہوا کہ بعض علماء اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو موتِ طبعی طاری ہوئی اور بعض علماء نے رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰؑ کے جسم کا آسمان پر اٹھالینا مراد نہیں لیا بلکہ اس سے ان کی قدر و منزلت مراد لی ہے۔ پس جب ان دونوں قولوں کو تسلیم کیا جاوے تو جو ہم بیان کرتے ہیں وہی پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں نے نہ سنگسار کر کے قتل کیا نہ صلیب پر قتل کیا بلکہ وہ اپنی موت سے مرے اور خدا نے ان کے درجہ اور مرتبہ کو مرتفع کیا"۔ [10]

یوں سر سیّد احمد خان جب حضرت عیسیٰؑ کی طبعی موت کے قائل ہیں تو آپ حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے کس طرح قائل ہو سکتے ہیں لہٰذا سر سیّد احمد خان نے نزولِ عیسیٰؑ کو درست ماننے کی بجائے وفاتِ عیسیٰ کو درست ماننے کو ترجیح دی۔

سر سیّد کی طرح قادیانی گروپ بھی حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے قائل نہیں ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین وفاتِ مسیحؑ سے متعلق آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے ہوئے قرآن، مجید کی درج ذیل آیات پیش کرتے ہیں:

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِىْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ۔ [11]

ترجمہ:"میں نے ان سے صرف وہی بات کہی تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور جب تک میں ان میں (موجود) رہا میں ان کا نگران رہا۔ مگر جب تو نے میری روح قبض کرلی تو تُو ہی ان پر نگران تھا (میں نہ تھا) اور تو ہر چیز پر نگران ہے"۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۔[12]

ترجمہ:"(اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے کہا۔ اے عیسیٰؑ! میں تجھے (طبعی طور پر) وفات دوں گا اور تجھے اپنے حضور میں عزت بخشوں گا اور کافروں (کے الزامات) سے تجھے پاک کروں گا اور جو تیرے پیرو ہیں انہیں ان لوگوں پر جو منکر ہیں قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا۔ پھر میری ہی طرف تمہیں لوٹنا ہوگا۔ تب میں ان باتوں میں جن میں تم اختلاف کرتے ہو تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا"۔

مَّا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۖ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔[13]

ترجمہ:"مسیح ابن مریمؑ صرف ایک رسول تھا اس سے پہلے رسول (بھی) فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کی ماں بڑی راست باز تھی۔ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ دیکھ ہم کس طرح ان کے (فائدے کے) لئے دلائل بیان کرتے ہیں پھر دیکھ کہ ان کا خیال کس طرح بدل دیا جاتا ہے"۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ ۔[14]

ترجمہ:"اور محمد ﷺ صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے بہت رسول گذر چکے ہیں۔ پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جائے وہ اللہ کا ہرگز کچھ نقصان نہیں کر سکتا اور اللہ شکر گذاروں کو ضرور بدلہ دے گا"۔

اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ۖ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهٗ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۔[15]

ترجمہ:"یا تیرا سونے کا گھر ہو، یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تیرے (آسمان پر) چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو (اوپر جاکر) ہم پر کوئی کتاب (نہ) اتارے جسے ہم (خود) پڑھیں۔ تو (انہیں) کہہ (کہ) میرا رب (ایسی بیہودہ باتوں کے اختیار کرنے سے) پاک ہے"۔

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ[16]

ترجمہ:"(پھر) فرمایا اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی میں سے تم نکالے جاؤ گے"۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ ۔[17]

ترجمہ:"اور ہم نے کسی انسان کو تجھ سے پہلے غیر طبعی عمر نہیں بخشی۔ کیا اگر تو مر جائے تو وہ غیر طبعی عمر تک زندہ رہیں گے"۔

مندرجہ بالا تمام آیات کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے مرزا صاحب حضرت مسیحؑ کے آسمان سے زندہ جانے کے نظریے کو یکسر مسترد کر دیتے ہیں ۔اپنے نقطۂ نظر کو بیان کرتے ہوئے مرزا بشیر الدین فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے اس عقیدہ کا ثبوت کسی حدیث سے نہیں اور جو تفصیلات اس واقعہ کی بیان کی جاتی ہیں وہ رسول کریم ﷺ کی طرف منسوب نہیں کی جاتیں۔ مرزا صاحب کے مطابق حضرت عیسیٰؑ صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے

تھے اور زخموں کی شدّت سے دو تین دن بے ہوشی اور کمزوری کی حالت میں پڑے رہے بعد میں کچھ ہمّت آنے پر وہاں سے نکلے اور ان دس قبائل میں تبلیغ کرنے کیلیئے روانہ ہو گئے جن کی نسبت بائیبل اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بختِ نصر انہیں قید کر کے عراقِ فارس کی طرف لے گیا اور بعد میں آپ علیہ السلام افغانستان اور کشمیر کی طرف چلے گئے۔[18]

مرزا صاحب کا مؤقف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول سے متعلق کسی بھی صحیح حدیث میں یہ نہیں آتا کہ وہ آسمان سے نازل ہو گا۔ مرزا صاحب جہاں نزولِ عیسیٰؑ کا انکار کرتے ہیں وہیں رفعِ عیسیٰؑ کے بھی منکر ہیں۔ اپنے حق میں دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:" بعض مسلمان خیال کرتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ پر شیطان کی ذرّیت نے حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ ان سے بچانے کے لئے انہیں آسمان پر لے گیا۔ یہ عقیدہ اس آیت کے صریح خلاف ہے اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ باوجود شیطان کے حملہ کے آدم اور ان کی اولاد کو اسی دنیا میں رہنا ہو گا پھر کس طرح ہو سکتا تھا کہ حضرت مسیحؑ کو اللہ تعالیٰ آسمان پر لے جاتا اگر کوئی حق دار تھا کہ اسے آسمان پر لے جایا جاتا تو وہ آدم تھے جو سب سے پہلے نبی تھے یا پھر سیّد ولدِ آدم حضرت نبی کریم ﷺ تھے مگر حضرت آدمؑ کی نسبت تو مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ انہیں شیطان کے حملہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان سے زمین پر پھینک دیا اور نبی کریم ﷺ کی نسبت یہ یقین رکھتے ہیں کہ انہیں مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ جانا پڑا اگر اللہ تعالیٰ نے ان دو کی نسبت اس آیت کا بیان کردہ قانون نہیں بدلا تو حضرت عیسیٰؑ کی نسبت کیونکر بدل دیا اور خود اپنے فیصلے کو کیونکر غلط کر دیا"۔[19]

مرزا بشیر کی طرح ان کے پیروکار محمد علی لاہوری بھی وفاتِ مسیح کے قائل ہیں اور نزولِ مسیح سے انکاری ہیں۔ آپ اپنے حق میں قرآن مجید کی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:"اللہ یتوفی ۔۔۔ منامھا (الزمر:42)

محمد علی لاہوری ان جمہور مفسرین کا بھی رد کرتے ہیں اور ان کے خلاف دلائل لاتے ہیں جو وفاتِ مسیحؑ کے قائل نہیں ہیں۔ آپ کے خیال میں جن مفسرین نے روح بمعہ جسم اٹھایا جانا مراد لیا ہے انہوں نے ترجمہ میں غلطی کی ہے، آپ لکھتے ہیں:" اس لئے قیاس سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ وفیٰ کے معنی پورا کرنا ہے اس لئے توفاہ اللہ میں صرف نفس یا روح کا لینا اہل لغت کا فیصلہ ہے اور اشعار جاہلیت کی قران کریم کی حدیث کی علم ادب کی ایک بھی مثال اس کے خلاف پیش نہیں کی جاسکتی"۔[20]

محمد علی لاہوری امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی لفظ متوفّیک کی تفسیر کے معنی ممیتک کو بھی اپنے حق میں بطور دلیل پیش کرتے ہیں ۔ آپ مزید دلائل دیتے ہوئے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ حضرت مسیحؑ وفات پا چکے ہیں۔ محمد علی لاہوری اس مسئلہ پر اجماع امت کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ امام مالکؒ واضح طور پر وفاتِ مسیح کے قائل ہیں۔ آپ مزید کہتے ہیں کہ احادیث سے تو یہ بات ثابت ہے کہ سیّدنا عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں اور حدیثِ معراج کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، جس میں نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحیٰؑ کو ایک ہی جگہ دیکھا۔ آپ اس حدیث سے اپنے حق میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وفات یافتہ انبیاء میں وہ کیا کر رہے تھے۔ اسی طرح آپ ایک اور حدیث کو بھی اپنے حق میں بطور دلیل پیش کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو انہیں میرا اتّباع کرنا پڑتا۔[21]

محمد علی لاہوری وفاتِ مسیح کے حق میں ایک اور آیتِ قرآنی سے بھی استدلال کرتے ہیں اور وہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 117 ہے:

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ -[22]

ترجمہ: "میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تونے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک کہ میں ان میں تھا، پھر جب تونے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے"۔

محمد علی لاہوری کے نزدیک مذکورہ آیت حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بارے میں دلیلِ قطعی ہے کیونکہ اس میں عیسائیوں کے بگڑنے کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بعد کا قرار دیا گیا ہے اور چونکہ عیسائیوں کا عقیدہ نزولِ قرآن سے قبل بگڑا ہوا تھا اس لئے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات بھی نزولِ قرآن سے قبل ہو چکی تھی۔

نزولِ مسیح کے مانعین میں جناب جاوید احمد غامدی بھی شامل ہیں۔ سورۃ آلِ عمران آیت 55 کی تشریح کرتے ہوئے علامہ غامدی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں سیّدنا عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی روح قبض کر کے آپ کا جسم بھی اپنی طرف اٹھالیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں: "یعنی روح قبض کر کے تیرا جسم بھی اپنی طرف اٹھالوں گا تاکہ یہ ظالم اس کی توہین نہ کر سکیں۔ مسیح اللہ کے رسول تھے اور رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون قرآن میں بیان ہوا ہے کہ اللہ ان کی حفاظت کرتا ہے اور جب تک ان کا مشن پورا نہ ہو جائے ان کے دشمن ہرگز ان کو کوئی نقصان پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوتے، اسی طرح توہین و تذلیل بھی اللہ تعالیٰ گوارہ نہیں کرتے اور جو لوگ اس کے درپے ہوں انہیں ایک خاص حد تک مہلت دینے کے بعد اپنے رسولوں کو لازماً ان کی دستبرد سے محفوظ کر دیتے ہیں"۔[23]

علامہ غامدی مزید کہتے ہیں کہ قرآنِ حکیم نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مکمل چُپ ہے اور اگر احادیث کی بات کی جائے تو جن احادیث میں نزولِ عیسیٰؑ کا ذکر موجود ہے وہ قابلِ اعتبار نہیں ہیں کیونکہ وہ تیسری صدی ہجری میں منظرِ عام پر آئیں لہٰذا ان کی طرف رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مشکوک ہے علامہ غامدی کے الفاظ یہ ہیں: "نزولِ مسیحؑ کی روایتوں کو اگرچہ محدثین نے بالعموم قبول کیا ہے لیکن قرآن مجید کی روشنی میں دیکھیے تو وہ بھی محلِ نظر ہیں۔ اوّلاً اس لئے کہ مسیح کی شخصیت قرآنِ مجید میں کئی پہلوؤں سے زیرِ بحث آئی ہے ان کی دعوت اور شخصیت پر قرآن نے جگہ جگہ تبصرہ کیا ہے۔ روزِ قیامت کی ہلچل بھی قرآن کا خاص موضوع ہے۔ ایک جلیل القدر پیغمبر کے زندہ آسمان سے نازل ہو جانے کا واقعہ کوئی معمولی نہیں ہے لیکن موقع بیان کے باوجود اس واقعے کی طرف کوئی ادنیٰ اشارہ بھی قرآن کے بین الدفتین کسی جگہ مذکور نہیں۔ علم و عقل اس خاموشی پر مطمئن ہو سکتے ہیں؟ اسے باور کرنا آسان نہیں ہے"۔[24]

اسی کے تسلسل میں علامہ غامدی صاحب سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 117 اور سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر 55 بھی اپنے حق میں دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک سورۃ النساء کی آیت 59 کا تعلّق ہے، غامدی صاحب اس سے متعلق جمہور مفسرین کا مفسرین کا نقطۂ نظر یکسر مسترد کرتے ہیں اور اس آیت کی توجیہہ یہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عیسیٰؑ کا ذکر چونکہ آیت نمبر 55 میں ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ نہ تو مسیحؑ کو ہم نے قتل کیا ہے اور نہ ہی مصلوب کیا ہے بلکہ انہیں اپنی طرف اٹھالیا ہے اس لئے یہ خیال ہوتا ہے کہ اس آیت میں سیّدنا مسیحؑ کا ذکر ہے۔ لہٰذا اس آیت کی تعبیر غلط کی گئی ہے جسے استاد امام مولانا امین احسن اصلاحی نے صحیح کیا ہے۔[25]

اور اس کی صحیح تعبیر یہ ہے کہ سورۃ النساء میں سیّدنا عیسیٰؑ پر ایمان لانے کی بجائے ہر اہلِ ایمان جو دورِ نبوی ﷺ میں تھے اپنے مرنے سے پہلے قرآن مجید پر ایمان لے آئیں گے اور قرآن مجید ان پر گواہی پیش کرے گا۔

نزولِ مسیحؑ کے قائلین کا نقطۂ نظر: گذشتہ سطور میں نزولِ مسیحؑ کے مانعین کا نقطہ ہائے نظر اور دلائل پیش کئے گئے۔اب نزولِ مسیحؑ کے قائلین کا نقطۂ نظر پیش کیا جاتا ہے۔ جس طرح مانعینِ نزولِ مسیحؑ نے سیّدنا عیسیٰؑ کے نزول کا انکار کرنے کے لئے آپؑ کی وفات کو مانا ہے اور اس پر دلائل پیش کئے ہیں تا کہ نزولِ مسیحؑ سے انکار کیا جا سکے جبکہ جمہور مفسرین قیامت سے قبل نزولِ مسیحؑ کے قائل ہیں اور اس پر اجماع امت بھی ہے۔

جمہور مفسرین اپنے دلائل دیتے ہوئے مندرجہ ذیل آیت سے استدلال کرتے ہیں۔وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۔[26]ترجمہ:"اور اہلِ کتاب میں سے ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰؑ کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے"۔

جمہور مفسرین کے نزدیک مذکورہ بالا آیت میں بہ اور قبل موتہ کی دونوں ضمیریں سیّدنا عیسیٰؑ کی طرف راجع ہیں۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے مطابق اس آیت میں سیّدنا مسیحؑ کے نزول کی خبر دی گئی ہے جو کہ احادیثِ متواترہ اور اجماعِ امت سے بھی ثابت ہے۔ علامہ کاندھلویؒ مرزا قادیانی کا محاسبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رفع کے معنی "بلند کرنا" کے ہوتے ہیں نہ کہ "عزّت کی موت" اور احادیث میں بھی سیّدنا عیسیٰؑ کی خبرِ نزول کو مرفوع کے مقابل بیان کیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:"پس اگر رفع سے مع الجسم آسمان پر اٹھایا جانا مراد لیا جائے تو نزول سے مع الجسم زمین پر اترنا مراد ہو گا جس میں نہ تقابل فوت ہوا اور نہ کوئی خرابی لازم آیا اور اگر بقول منکرین رفع، جسمانی رفع سے عزت کی موت مراد لی جائے تو نزول سے بقرینۂ مقابلہ ذلّت کی پیدائش لینی چاہیے۔ پس معنی حدیث نزول کے یہ ہوں گے کہ معاذ اللہ پھر عیسیٰؑ ذلّت کے ساتھ پیدا ہوں گے اور اگر یہاں یہ معنی مراد نہ لیے جائیں تو مقابلہ فوت ہو جائے گا پس ثابت ہوا کہ رفع سے عزت کی موت کے معنی مراد لینا صحیح نہیں"۔[27]

حضرت کاندھلویؒ کا مؤقف بھی یہی ہے کہ بہ اور قبل موتہ کی ضمیریں سیّدنا عیسیٰؑ کی طرف راجع ہیں۔ آپ مذکورہ بالا آیت کے معنی یہ کرتے ہیں کہ "نہیں رہے گا کوئی شخص اہلِ کتاب میں مگر البتہ ضرور ایمان لے آئے گا۔(زمانہ آئندہ یعنی زمانہ نزول میں) عیسیٰؑ پر عیسیٰؑ کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن عیسیٰؑ ان پر گواہ ہوں گے"۔[28]

علامہ غلام رسول سعیدیؒ کے مطابق بھی اس آیت کی تفسیر میں دو احتمال ہیں یعنی اگر ضمیر اہل کتاب کی طرف راجع ہو تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو اپنی موت سے پہلے سیدنا عیسیٰؑ پر ایمان نہ لے آئے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر سیدنا عیسیٰؑ کی طرف راجع ہے اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہو گا کہ نزول مسیح کے وقت اہل کتاب میں ہر شخص سیدنا عیسیٰؑ کی موت سے پہلے ان پر ضرور ایمان لے آئے گا۔ علامہ غلام رسول سعیدیؒ کے مطابق دوسری تفسیر راجع ہے کیونکہ سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس، ابو مالک حسن اور ابن زید رضی اللہ عنہم بھی اسی ترجیح کے قائل ہیں۔[29]

سیدنا مسیحؑ کے نزول کی حکمتیں: علامہ سعیدیؒ سیدنا مسیحؑ کے نزول کی مندرجہ ذیل حکمتیں بیان کرتے ہیں۔

i. یہود کے اس زعم اور دعویٰ کا رد کرنا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کیا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو نازل کر کے ان کے جھوٹ کو ظاہر فرمادے گا۔

ii. جب ان کی مدّت حیات پوری ہونے کے قریب ہو گی تو زمین پر ان کو نازل کیا جائے گا تا کہ ان کو زمین میں دفن کیا جائے کیونکہ جو مٹی سے بنایا گیا ہو اس میں یہی اصل ہے کہ اس کو مٹی میں دفن کیا جائے۔

iii. جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سیدنا محمد ﷺ کی صفات اور آپ ﷺ کی امت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ آپ کو ان میں سے کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو باقی رکھا حتیٰ کہ آپ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے، احکامِ اسلام کی تجدید کریں گے اور آپ کا نزول دجّال کے کروج کے زمانہ کے موافق ہو گا سو آپ اس کو قتل کریں گے۔

iv. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے نصاریٰ کے جھوٹے دعوؤں کا رد ہو گا جو وہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کرتے رہے۔ وہ ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور یہ کہ یہودیوں نے ان کو سولی دی اور وہ مرنے کے تین دن بعد زندہ ہو گئے۔

v. نیز حضرت عیسیٰؑ نے نبی کریم ﷺ کے آنے کی بشارت دی تھی اور مخلوق کو آپ کی تصدیق اور اتباع کی دعوت دی تھی اس لئے خصوصیت کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کو نازل فرمایا۔[30]

نزولِ عیسیٰؑ کے متعلق احادیث: علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے نزول عیسیٰؑ پر بڑی مبسوط بحث کی ہے اور قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ احادیث کو بھی بکثرت اپنے مؤقف کے حق میں دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ علامہ صاحب نے 40 احادیث نقل کی ہیں جن سے سیدنا عیسیٰؑ کا نزول ثابت ہوتا ہے۔ کچھ احادیث یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

i. امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے احکام نافذ کرنے والے، عدل کرنے والے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے اور اس قدر مال لٹائیں گے کہ اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ حتیٰ کہ ایک سجدہ کرنا دنیا اور مافیھا سے بہتر ہو گا اور تم چاہو تو (اس کی تصدیق میں) یہ آیت پڑھو "وان من اھل الکتٰب الا لیومنن بہ قبل موتہ "اہل کتاب میں سے ہر شخص حضرت عیسیٰؑ کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا"۔

ii. امام محمد بن اسمٰعیل بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔

iii. امام محمد بن حنبلؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہ کر جنگ کرتی رہے گی اور وہ قیامت تک غالب رہے گی حتیٰ کہ عیسیٰؑ بن مریمؑ نازل ہوں گے، ان (مسلمانوں) کا امیر کہے گا آیئے آپ ہم کو نماز پڑھایئے۔ حضرت عیسیٰؑ اس وقت امت کی عزت افزائی کے لئے فرمائیں گے نہیں تمہارے بعض، بعض پر امیر ہیں۔

iv. امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری روایت کرتے ہیں کہ حجرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیسیٰؑ بن مریمؑ ضرور نازل ہوں گے۔ احکام کو نافذ کرنے والے، انصاف کرنے والے امام عادل ہوں گے، وہ ضرور راستوں پر حج یا عمرہ کرنے جائیں گے وہ ضرور میری قبر پر آئیں گے اور مجھ کو سلام کریں گے اور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (راویسے) کہا اے میرے بھتیجے اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ان کو میرا سلام کہنا۔

v. حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں دجّال نکلے گا وہ چالیس۔۔۔۔تک ٹھیرے گا، پتا نہیں آپ نے چالیس دن فرمایا تھا یا چالیس ماہ یا چالیس سال فرمایا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریمؑ کو بھیجے گا، گویا کہ وہ عروہ بن مسعود کی مثل ہوں

گے، وہ دجّال کو ڈھونڈ کر اس کو ہلاک کر دیں گے، پھر لوگ سات سال ٹھیرے رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا، اور روئے زمین پر جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی خیر یا ایمان ہو گا وہ ہوا اس کی روح کو قبض کر لے گی اور زمین میں برے لوگ باقی رہ جائیں گے نہ وہ کسی نیکی کو پہچانیں گے نہ کسی برائی کا انکار کریں گے۔[31]

علامہ غلام رسول سعیدیؒ حیاتِ مسیح اور ان کے زمین پر نازل ہونے کی ایک اور دلیل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ گہوارے میں بھی لوگوں سے کلام کرتے تھے اور پختہ عمر میں بھی یعنی بچپن میں اور پختہ عمر میں۔ ہر دور میں آپ کا کلام عقل وحکمت کے مطابق تھا اور انبیاء اور حکماء کے کلام کے موافق تھا۔ کیونکہ سیدنا مسیحؑ نے پنگھوڑے میں فرمایا کہ "میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھ کو نبی بنایا ہے اور میں جہاں بھی ہوں مجھے برکت والا بنایا ہے اور میں جب تک زندہ ہوں مجھے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم دیا"۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو گہوارے میں وحی فرمائی۔ علامہ سعیدیؒ یہاں پر ایک سوال اٹھاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کا گہوارہ میں کلام کرنا تو معجزہ ہے۔ پختہ عمر میں ان کا کلام کرنا کس طرح معجزہ ہو گیا؟ آپؒ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ کہولت تیس سال کے بعد کی عمر کو کہتے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ تیس سال سے پہلے آسمانوں کی طرف اٹھا لیے گئے اور کئی ہزار سال بعد زمین میں ان کا نزول ہو گا اور اس وقت وہ پختہ عمر کے ہوں گے اور یہ بھی ان کا معجزہ ہے کہ کئی ہزار سال گذرنے کے بعد بھی وہ صرف کہول ہوں گے۔ حتیٰ کہ بوڑھے بھی نہیں ہوں گے اور پختہ عمر کی حالت میں کلام کریں گے۔[32]

مسئلہ حیات ومماتِ مسیحؑ پر مرزا صاحب کا علمی محاسبہ: جس طرح کہ ذکر ہوا کہ مرزا قادیانی نزولِ مسیحؑ کے منکر ہیں اور مماتِ عیسیٰؑ کے قائل ہیں اور اپنے مؤقف کے حق میں دلائل لاتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنے مؤقف کے حق میں 30 آیات پیش کی ہیں جن میں وفاتِ مسیحؑ کو ثابت کیا ہے لیکن مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے ان دلائل کا تسلی وتشفی جواب دیا ہے۔ ذیل میں مرزا صاحب کی طرف سے پیش کی گئی آیات اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کی طرف سے ان کا مدلل جواب پیشِ خدمت ہے:

1۔اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۔[33]

ترجمہ: جس وقت اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! بے شک میں تمہیں وفات دینے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور جو لوگ تیرے تابعدار ہوں گے انہیں ان لوگوں پر قیامت کے دن تک غالب رکھنے والا ہوں، جو تیرے منکر ہیں پھر تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہو گا پھر میں تم میں فیصلہ کروں گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔

بل رفعہ اللہ الیہ------رفع سے مراد باعزت موت ہے۔

3۔ فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔۔توفّی کا مطلب موت کے لئے ہے پس ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

4۔ وان من اهل الكتٰب الا ليؤمن به قبل موته مولانا نے اس آیت کے جواب میں لکھا ہے کہ مرزا کے خلیفہ مولوی نورالدین کا کیا ہوا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جو یہ ہے:" اور نہیں کوئی اہل کتاب مگر ایمان لائے گا۔ ساتھ اس کے پہلے موت اس کی اور دن قیامت کے ہو گا اوپر ان کے گواہ"۔

5۔ (ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل امہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام) مرزا کے مطابق مریم و مسیح علیہما السلام کے ذکر میں "کھانا کھاتے تھے" کہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب نہیں کھاتے اور چونکہ بغیر کھانے کے زندگی محال ہے اس لئے ضروری ہے کہ مسیحؑ فوت ہو گئے ہیں۔

مولانا اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ لفظ "کانا" سے زمانہ حال کی نفی کس طرح ہوتی ہے؟ شرعی طور پر بغیر طعام زندگی کا ثبوت ملتا ہے ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصحابِ کہف بھی تو 309 برس ایک غار میں سوتے رہے اور زندہ رہے۔[34]

6۔ (وماجعلنا ھم جسد الا یاکلون الطعام) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ کوئی جسم بغیر طعام زندہ نہیں رہ سکتا۔ مولانا اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ بغیر طعام زندگی کا ثبوت اگرچہ اوپر بھی دیا جا چکا ہے لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے یہود کے اس سوال کا جواب دیا ہے جس میں وہ رسولوں کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ کیسے رسول ہیں جو کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں۔[35]

7۔(وما محمد الا رسول قد کلت من قبلہ الرسل---اعقابکم) مرزا صاحب کے بقول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاءؑ فوت ہو گئے ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ اس ایت کے جواب میں فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت میں "فوت ہو گئے ہیں" کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے البتہ "گذر گئے" صحیح ترجمہ ہے جس کا مطلب ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنا اپنا کام کر کے چلے گئے۔[36]

8۔(وما جعلنا لبشر -----الخالدون) مرزا صاحب کے نزدیک اس آیت کا مطلب ہے کہ کوئی بشر ہمیشہ زندہ نہیں رہا اس لئے مسیح بھی نہایت بوڑھے ہو کر فوت ہو گئے ہوں گے۔ اس بات کا جواب دیتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں کہ یہ بات صحیح ہے کہ کسی بشر نے ہیشگی نہیں رکھی۔ ہم بھی مسیحؑ کو ہمیشہ زندہ رہنے والا نہیں مانتے۔

10۔ (واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیاً)☆(تفسیر میں مولانا نے مرزا صاحب کی طرف سے پیش کردہ 30 آیات کے جوابات دینے کا ذکر کیا ہے لیکن معلوم نہیں کس وجہ سے آٹھویں آیت کے بعد دسویں آیت لکھ دی ہے۔ ہو سکتا ہے کاتب کی غلطی سے نویں آیت اور اس کا جواب لکھنے سے رہ گیا ہو۔)

مرزا صاحب کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ زندگی میں تو زکوٰۃ دی جاتی ہے لیکن اگر مسیحؑ زندہ ہیں تو زکوٰۃ کس کو دیتے ہوں گے۔ مولانا جواب میں فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے صاحب نصاب ہونا شرط ہے اگر کسی کے پاس نصاب کے مطابق مال ہی نہیں تو زکوٰۃ کیسے اور کسے دیں گے؟

11۔(والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت ویوم ابعث حیاً) مرزا صاحب کے نزدیک اس آیت میں حضرت مسیحؑ کے تین واقعات ولادت، موت اور بعثت کے ایام بیان ہوئے ہیں۔ یوم رفع نہیں بیان ہوا اس لئے وہ بھی کوئی جدا نہیں بلکہ بذریعہ موت ہی ہوا۔ مولانا امر تسریؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تینوں واقعات کا ذکر کیا ہے اور رفع بجسد عنصری کا ذکر نہیں کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس وقت حضرت مسیحؑ کے یہ بات کی اس وقت انہیں اپنے رفع کا علم ہی نہ ہو۔[37]

12۔(و منکم من یتوفی -------علم شیئاً)مرزاصاحب کے مطابق اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان عمر طبعی تک پہنچ کر مر جاتا ہے پس حضرت مسیحؑ بھی جو عمر طبعی کو پہنچ گئے ہیں ضرور فوت ہو گئے ہوں گے۔ مولانا ثناءاللہ امر تسریؒ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عمر طبعی کا اندازہ کس طرح ہو گا کیونکہ یہ مختلف ہوتی ہے۔مثلاً حضرت نوحؑ کی تبلیغ کی عمر ساڑھے نو سو سال قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔اس لئے ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی عمرِ طبعی ابھی بھی مکمل نہ ہوئی ہو۔[38]

13۔(ولکم فیالارض مستقر و متاع الی حین) مرزاصاحب کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم خاکی اسمان پر نہیں جاسکتا۔اس کے جواب میں مولانا فرماتے ہیں کہ دوسری جگہ لکم بھی آیا ہے جس کے معانی یہ ہیں کہ تمہارے لئے زمین میں جگہ اور گذارہ ہے ایک وقت تک۔اس کے بعد تو جسم کو زمین سے کوچ ہی کرنا پڑے گا۔[39]

14۔(ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق) مرزاصاحب کا خیال ہے کہ درازی عمر میں حواس اور عقل زائل ہو جاتی ہے اور اگر حضرت مسیحؑ اب تک زندہ ہون تو ان کی عقل میں فرق آگیا ہو گا جس سے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدت سے مر گئے ہوں گے۔ مرزا صاحب کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں کہ اگر عمر کا زیادہ ہونا ہی کسی کی موت لازم آتی ہو تو حضرت نوحؑ کے متعلق کیا خیال ہے جنھوں نے تمام تر تبلیغ بھی درازی عمر میں کی تھی۔[40]

15۔(اللہ الذی خلقکم من ضعف----ضعفا و شیبۃ) مرزاصاحب کہتے ہیں کہ اس آیت سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ انسان کی عمر پر اثر کرتا ہے یہاں تک کہ پیر فرتوت ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔مولانا اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ بات صحیح ہے کہ زمانہ یا درازی عمر کا انسان کی عمر پر اثر ہوتا ہے مگر اس کی حد مختلف ہے۔ایک حد بقول آپ کے ساتھ ستّر برس دوسری بقول خداوندی عمر نوحی ہے جب تک آپ مسیحؑ کیلئے حد نہ لگا دین اس آیت کو پیش کرنے کا حق نہیں رکھتے۔[41]

16۔(انما مثل الحیوۃ الدنیا-------یاکل الناس والانعام-) مرزاصاحب کے بقول کھیتی کی طرح انسان کمال کے بعد زوال کی طرف رخ کرتا ہے تو اس قانون کے تحت حضرت مسیحؑ بھی زوال پذیر ہو کر فوت ہو گئے ہوں گے۔ مولانا ثناءاللہ امر تسریؒ اس کے جواب میں جواب میں فرماتے ہیں کہ ایک بچہ جو ایک دن کا ہو کر مر جاتا ہے اس کا وہی کمال ہے دوسرا آپ کی طرح ستّر سال کا ہو کر "خس کم جہاں پاک "کا مصداق بنتا ہے اس کے لئے وہی کمل ہے ایک ایسا ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ کی طرح ہزار سال تک بھی اس کمال کو نہیں پہنچتا۔بس اسی تفاوت سے اگر حضرت مسیحؑ کو بھی وہ کمال جس کے بعد ان کو زوال آنا ہے(جو بقول آپ کے موت کا اعتراف ہے)ابھی تک نہ آیا ہو تو کیا کمال ہے ؟[42]

17۔(ثم انکم بعد ذلک لمیتون) مرزا صاحب آیتِ مذکورہ کا مطلب واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم اپنا کمال پورا کرنے کے بعد زوال کی طرف میل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم اپنا پورا کرنے کے بعد زوال کی طرف میل کرتے ہو،جبکہ مولانا نے اس جواب کے لئے بھی سابقہ آیت والا جواب ہی دیا ہے۔

18۔(الم تر ان اللہ انزل---لاولی الباب)مرزاصاحب کہتے ہیں کہ انسان کھیتی کی طرح اپنی عمر کو پورا کر کے مر جاتا ہے۔مولانا ثناءاللہؒ جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ سچ ہے لیکن سب کی عمریں مختلف ہیں۔[43]

19۔(وما ارسلنا من قبلک---فی الاسواق) مرزاصاحب کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ کوئی انسان بغیر کھانے پینے کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ مولانا ثناء اللہؒ نے اس کے جواب میں بھی وہی جواب دیا ہے جو آیت نمبر 5 کے جواب میں پیش کیا ہے۔

20۔(والذین یدعون ------ایان یبعثون) مرزاصاحب فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مصنوعی معبودوں کی موت کی خبر دی گئی ہے چونکہ حضرت عیسیٰؑ بھی عیسائیوں کے مصنوعی معبود ہیں۔ پس ضرور ہے کہ وہ بھی فوت ہوگئے ہوں گے۔ مولانا اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ مرزاصاحب نے اس آیت کے لفظ "اموات" سے استدلال کیا ہے مگر اس میں غور نہیں فرمایا کہ "اموات" جمع "میتّ" کی ہے جو خود آنحضرت ﷺ اور کفار مکہ کے حق میں عین زندگی میں وارد ہوا ہے۔ تو کیا آئیندہ مذکورہ نبی کریم ﷺ اور کفار مکہ سب کے سب فوت شدہ تھے؟ اگر ایسا ہے تو پر بقیہ ایات کس پر نازل ہوئی تھیں۔

21۔(ما کان محمد ابا----النبیین) مرزاصاحب کہتے ہیں کہ آنحضرت خاتم الانبیاء ﷺ ہیں اس لئے مسیحؑ ان کے بعد نہیں آسکتے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ فوت شدہ ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت محمد ﷺ کے بعد نبوّت کسی کو بھی نہیں ملے گی کیونکہ حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں لیکن حضرت مسیحؑ قرب قیامت میں آنحضرت ﷺ کے امتی بن کر ائیں گے نہ کہ نبی بن کر۔

23۔(یاایتھا النفس المطمئنۃ-------جنتی) مرزاصاحب فرماتے ہیں کہ جب تک ادمی مر نہ جائے وہ نیک بندوں میں شامل نہیں ہوتا اور چونکہ حدیث معراج حضرت مسیحؑ نیک بندوں میں داخل ہوچکے ہیں اس لئے ضرور فوت شدہ ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نیک بندے قیامت کو قبرون سے اٹھیں گے تو اس وقت خدا کے فرشتے ان سے کہیں گے "اے نفس خدا کے ذکر سے تسلّی پانے والے خدا کی طرف چل اور راضی خوشی خدا کے نیک بندون میں داخل ہو"۔ لہٰذا مرزاصاحب کے اس مطلب کا حضرت مسیحؑ کے فوت ہونے سے کیا تعلق؟

24۔ (اللہ الذی ----یحییکم)مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آیت متذکرہ کی رو سے چارواقعات انسانی زندگی کے متعلق ہیں۔پیدائش ،رزق،موت، پھر زندگی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت مسیحؑ فوت شدہ ہیں۔ مولانا اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ مرزاصاحب تکمیل اور تربیت کی حدود مختلف ہیں۔ رزق مقسوم بھی ہر زندگی کے مناسب ہوتا ہے۔[44]

25۔(کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام)مرزاصاحب فرماتے ہیں کہ "ہر نفس پر فنا آتی ہے" یہ اس طرف اشارہ ہے کہ فنا کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ مگر ہمارے مولوی صاحب گمان کررہے ہیں کہ مسیح ابن مریم اس خاکی جسم کے ساتھ جس کو ہر دم فنا لگی ہوئی ہے زمانہ کے اثر سے محفوظ ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:"مرزاصاحب کی اس نئی منطق سے ہم تنگ آرہے ہیں کہ کہاں کی دلیل کہاں کا دعوٰی۔ بے ربط بے ضبط کہیں کی کہیں ہانک دیتے ہیں بھلا ہر دم فناوارد ہونے سے فوت ہونا کیسے ثابت ہوا کیا آپ بھی اس فنا کے اثر سے متاثر ہیں یا نہیں ضرور ہوں گے کیونکہ بقول آپ کے جیسی مسیح کو کوئی آیت مستثنٰی کرنے والی نہیں، آپ کو بھی نہیں۔ پس فنا سے متاثر ہونا اگر فوتیدگی چاہتا ہے تو آپ بھی اپنے

کفن کی تیاری کریں۔ مرزا صاحب اب تو اس آیت کے معنی ڈاکٹری تحقیقات سے بھی متحقق ہو چکے ہیں کہ سات سال بعد موجودہ جسم تمام کا تمام فنا ہو جاتا ہے لیکن موت اور شئے ہے کیونکہ سانس فنا کے ساتھ تو بدل مایتحلل بھی تو ہے۔ پس آیت موسوفہ کے معنی بالکل صاف ہیں کہ ہر زمین والے کو فنا دامن گیر ہے جو بالکل صحیح ہے ناظرین مرزا جی کی قوت علمیہ کو اور راست بازی کو دیکھیں کہ اپنے مطلب کو آیت قرآنی کے لفظ "علیھا" کو ہضم کر گئے کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے آیت کے معنی یہ بنتے تھے کہ جو شخص زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے چونکہ مرزا جی کے مخاطب مسیح کو آسمان پر مانتے ہیں۔ تو بھلا وہ اس آیت میں کیسے آسکتا ہے ہاں اگر آسمان پر ہونا کسی دلیل سے باطل کریں تو اصلی دلیل وہ ہو گی نہ کہ یہ آیت"۔[45]

26۔ (ان المتقین فی ----مقتدر) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب ہے کہ خدا کے پاس جا کر بندے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ موت کے بعد ہی ہے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ بے شک اس آیت میں جس جنت کا ذکر ہے وہ موت کے بعد ہی ہے لیکن حضرت مسیحؑ کا ایسی جنت میں داخل ہونا جو بعد موت کے ہے کسی دوسری آیت سے ثابت کریں۔ جب وہ ثابت ہو گا تو جواب دیں گے۔

27۔ (ان الذین سبقت----خالدون) مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ اس آیت سے حضرت مسیحؑ اور حضرت عزیرؑ کا جنت میں داخل ہونا ثابت ہے جو بعد موت کے واقع ہے۔ مولانا اس کے جواب میں فرماتے ہیں: "حضرت جنت جس لفظ کا ترجمہ ہے جس میں آپ نے مسیح اور عزیرؑ کو داخل کیا ہے فیما اشتھت کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں "اپمنی مردوں میں رہیں گے"۔ کیا یا مراد ہونا جنت ہونا جنت کو ہی چاہتا ہے۔ آپ کی مراد منکوحہ آسمانی ہے تو اس کے حاصل ہوتے ہی آپ جنت میں چل بسیں گے۔ آپ کے دشمن جنت میں جائیں آپ ایسے وہم وگمان کو پاس بھی نہ آنے دیں۔ علاوہ ازیں اس آیت کا لفظ سبقت لھم منا الحسنیٰ خود جناب رسالتِ مآب ﷺ اور ان کے اصحاب کبّار رضی اللہ عنہم و دیگر بزرگانِ دین علیہم السلام کو بھی جن کو بے دین لوگ پکارتے ہیں اور ان سے حاجات طلب کرتے ہیں، شامل ہے یا نہیں تو کیا یہ بزرگ آیت کے اترنے کے وقت سب کے سب فوت شدہ تھے۔ تو کیا پھر یہ آیت آپ پر نازل ہوئی ہے؟ یہ بھی تو آپ کے مریدمان لیں لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ سبقت لھم منا الحسنیٰ سے خارج ہیں کیونکہ اس میں داخل ہونے سے تو آپ کو موت سوجھتی ہے"۔[46]

28۔ (این ما تکونوا یدر------مشیدہ) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے انسان جہاں ہو موت اور لوازم موت اس پر جاری ہوتے ہیں بطور اشارۃ النص کے مسیحؑ بھی اس میں شامل ہیں۔ مولانا اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بات صحیح ہے لیکن ہر انسان اپنے وقت مقررہ پر موت کا سامنا کرے گا۔ اور اس بات سے کون انکار کر رہا ہے کہ حضرت مسیحؑ کو موت نہیں آئے گی۔

29۔ (ما اٰتکم الرسول----فانتھوا) مرزا صاحب کے بقول نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں نکلا وہ کس طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں لوگوں کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہوں گی۔ ان دونوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ فوت ہو چکے ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے کہ میری امت میں لوگوں کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیاں ہوں گی اس کا حضرت مسیحؑ کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ بعض لوگوں کی عمریں اس سے بھی زیادہ ہیں۔ ممکن ہے حضرت مسیحؑ بھی انہی میں سے ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی تو حضرت مسیحؑ نبی کریم ﷺ کی امت میں داخل ہی نہیں ہوئے تو پھر ان پر امتِ محمدیہ کا حکم کیوں لگایا جاتا ہے۔ دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان آج سے سو سال تک کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ اس حدیث میں ان جانداروں کی بات ہوئی ہے جو زمین پر ہیں جبکہ حضرت مسیحؑ تو زمین پر نہیں ہیں۔ اس لئے یہ دلیل کمزور ہے۔

30۔(او ترقی فی السماء---الا بشرا رسولا) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ کفارِ مکہ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ آپ آسمان پر چڑھ جائیں ۔جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر چڑھ جائے۔ پس مسیحؑ بجسد عنصری آسمان پر نہیں گئے بلکہ بعد موت گئے ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب بالکل صاف ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا تھا کہ جب تک آپ آسمانوں پر نہیں چڑھیں گے ہم آپ ﷺ کی بات نہیں مانیں گے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ میرا کام نہیں ہے کہ میں خود چڑھ جاؤں بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی آسمان پر جائے۔ آپ نے سبحان ربی کے معنی تو خوب تراش لئے مگر هل کنت الا بشرا رسولا کو کیا کریں گے جو اپنے عہدہ عبوبیت کا مظہر ہے جس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سوال کا مخاطب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ دوسری آیت میں سے بھی یہی مفہوم ہے۔ لا املک لکم ضرا ولا رشدا ولم اجد من دونہ ملتحدا (سورۃ جن) کو غور سے پڑھیے۔ [47]

خاتمۃ البحث: مندرجہ بالا سطور میں نزولِ عیسیٰؑ کے مانعین و قائلین کے دلائل پیش کئے گئے اب ہم کچھ شواہد پیش کرتے ہیں جو نزولِ عیسیٰؑ کے حق میں بڑے دال ہیں۔

1. **قرآن مجید کی گواہی:** وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ -وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ -اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِيٓ اِسْرَآئِيْلَ -وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلَآئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ -وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ -[48]

ترجمہ: "اور جب ابن مریمؑ کی مثال بیان کی گئی تو آپ کی قوم (خوشی سے) چلّانے لگی۔ اور انہوں نے کہا: آیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ؟ ان کا اس مثال کو بیان کرنا محض جھگڑے کے لئے ہے بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو لوگ۔ ابن مریمؑ محض ہمارے (مقدس) بندے ہیں، ہم نے ان پر انعام فرمایا ہے اور ہم نے ان کو بنی اسرائیل کیلئے اپنی قدرت کی نشانی بنا دیا ہے۔ اور اگر ہم چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتے پیدا کر دیتے جو تمہارے بعد زمین میں رہتے۔ اور بے شک وہ (ابن مریم) ضرور قیامت کی نشانی ہیں، سو (اے مخاطب) تم قیامت میں شک نہ کرنا اور میری پیروی کرتے رہنا، یہی صراطِ مستقیم ہے۔"

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا -فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا -وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا -وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا -بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا -وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا -[49]

ترجمہ: "اور ہم نے ان سے عہد لینے کے لئے طور کو ان کے اوپر اٹھا لیا، اور ہم نے ان سے کہا سجدہ (شکر) کرتے ہوئے اس دروازہ میں داخل ہو جاؤ، اور ہم نے ان سے کہا ہفتہ کے دن حد سے آگے نہ بڑھنا اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔ پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور اللہ کی آیتوں کا کفر کرنے کی وجہ سے اور نبیوں کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں (ہم نے ان پر لعنت کی) بلکہ اللہ نے ان ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگائی ہے تو وہ بہت ہی کم ایمان لائیں گے۔ اور ان کے کفر اور اور اس قول کی وجہ سے (بھی جس میں) انہوں نے مریمؑ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ اور ان کے اس قول کی وجہ سے ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ

انہوں نے اس کو سولی دی لیکن ان کے لئے (کسی شخص کو عیسیٰ کا) مشابہ بنا دیا گیا تھا اور بے شک جنہوں نے اس کے معاملہ میں اختلاف کیا وہ ضرور اس کے متعلق شک میں ہیں، انہیں اس کا بالکل یقین نہیں ہے ہاں وہ اپنے گمان کے مطابق کہتے ہیں اور انہوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ بہت غالب نہایت حکمت والا ہے۔ اور (نزولِ مسیح کے وقت) اہلِ کتاب میں سے ہر شخص اس کی موت سے پہلے ضرور اس پر ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن عیسیٰؑ ان پر گواہ ہوں گے"۔

2. نزولِ عیسیٰؑ کے متعلق احادیث: صحیح احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قربِ قیامت میں حضرت مسیحؑ نزول ہوگا، اس سلسلے میں بہت سی احادیث ہمیں ملتی ہیں جن سے سیدنا مسیحؑ کا نزول ثابت ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے "حیات و نزول مسیحؑ اور ولادتِ امام مہدیؑ (عقیدہ ختمِ نبوّت کے تناظر میں)" کے عنوان پر ایک کتابچہ مرتب کیا ہے۔ اسی طرح مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے "القول المحکم فی نزول عیسیٰ ابن مریم" اور "لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ ابن مریم" کے عنوانات سے بڑے مبسوط رسائل قلمبند کئے ہیں۔ علاوہ ازیں مولانا غلام رسول سعیدیؒ نے اپنی تفسیر "تبیان القرآن" میں نزولِ عیسیٰؑ کے متعلق 40 احادیث بیان کی ہیں۔ ذیل مین نزولِ عیسیٰؑ کے متعلق چند احادیث پیش کی جاتی ہیں:[50]

i. حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد"۔

ترجمہ: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، عنقریب تم میں ابن مریم اتریں گے جو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے اور (اس وقت) مال اتنا زیادہ ہو جائے گا کہ اسے کوئی بھی قبول نہیں کرے گا"

ii. حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "کیف انتم اذا نزل ابن مریم منکم وامامکم منکم"

ترجمہ: "تم لوگوں کا اس وقت کیا حال ہو گا جب تم میں عیسیٰؑ ابن مریمؑ (آسمان سے) اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہو گا"۔

iii. حضرت حذیفہ ابن اَسِید غفاریؓ سے روایت ہے:" اطلع النبی ﷺ علینا، ونحن نتذاکر فقال: ما تذاکرون؟ قالا: نذکر السّاعۃ قال: انھا لن تقوم حتی ترون قبلھا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربھاونزول عیسیٰ ابن مریم ویاجوج وماجوج وثلاثۃ خسوف خسف بالمشرق و خسف بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب وآخر ذلک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی المحشرھم"۔

ترجمہ: "ہم باتیں کررہے تھے کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: (آقا) قیامت کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو: (1) دھواں؛ (2) دجال؛ (3) دابۃ الارض؛ (4) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا؛ (5) حضرت عیسیٰؑ کا نازل ہونا؛ (6) یاجوج ماجوج کا نکلنا اور تین جگہ زمین کا دھنسنا؛ (7) مشرق میں دھنسنا؛ (8) مغرب میں دھنسنا؛ (9) جزیرہ عرب میں دھنسنا؛ (10) آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر انہیں محشر کی طرف لے جائے گی"۔

iv. حضرت جابرؓ بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں: "سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی ہوم القیامۃ -قال: فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم: تعال صلّ لنا فیقول : لا، ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذا الامۃ"۔

ترجمہ:"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت میں سے ایک قیامِ حق کے لئے کامیاب جنگ قیامت تک کرتی رہے گی۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں: ان مبارک کلمات کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:" آخر میں (حضرت) عیسیٰؑ ابن مریمؑ آسمان سے اُتریں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا: تشریف لائیے ہمیں نماز پڑھائیے۔ اس کے جواب میں حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے: (اس وقت) میں امامت نہیں کروں گا۔ تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں" (یعنی حضرت عیسیٰؑ اس وقت امامت سے انکار فرمادیں گے اس فضیلت وبزرگی کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمائی۔)"

v. حضرت نواس بن سمعانؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"اذا بعث اللہ عیسیٰ بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دسمشق بین مہر ودتین واضع کفیہ علی اجنحۃ ملکین اذا طاطأ راسہ قطر واذا رفعہ ینحدر منہ جمان کاللولؤ ولا یحل لکافر یجد ریح نفسہ الا مات ونفسہ ینتھی حیث ینتھی طرفہ فینطلق حتی یدرکہ عند باب لد فیقتلہ "۔

ترجمہ:"جب اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو بھیجیں گے تو وہ دمشق کی مشرقی جانب سفید مینار کے پاس دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے جب وہ (عیسیٰؑ) اپنا سر جھکائیں گے تو پسینے کے قطرے گریں گے اور جب سر اوپر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے گریں گے جس کافر تک بھی آپ کی خوشبو پہنچے گی، اس کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوگا آپ کی خوشبو منتہائے نظر تک پہنچے گی آپ دجال کو تلاش کریں گے حتیٰ کہ "باب لد" پر اسے پالیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے"۔

3. مسیح دجّال: نزولِ عیسیٰ کی نشانیوں میں سے سب سے بڑی نشانی مسیح دجّال کا ظہور ہے۔ دجال بنی نوع انسان کا ایک آدمی ہو گا لیکن اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کی آزمائش کے لئے اسے بڑے بڑے خوارق عادات شعبدوں سے نوازیں گے۔ وہ اپنے رب ہونے کا دعویٰ کرے گا اس کی حکم سے بارش ہو گی اور زمین میں سے فصلیں فوراً اُگ آئیں گی۔ وہ بے پناہ طاقت کا حامل ہو گا۔ وہ لوگوں کو مار کر پھر زندہ کرے گا۔ اس کا تسلط وحکمرانی سرزمینِ مکہ و مدینہ کے علاوہ پوری دنیا پر ہو گی۔ اس کی سواری ایک بہت بڑا گدھا ہو گی جس کے دونون کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہو گا۔ اس کے ماتھے پر لفظ "کافر" لکھا ہو گا جسے وہ باوجود کوشش کے نہیں مٹا سکے گا۔ اس کی ایک آنکھ ہو گی۔ یہ علامات اس کے عاجز اور کافر ہونے کے دلیل ہوں گی۔ دجال کو اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہوئی ہو گی کہ وہ لوگوں کو موت دے کر پھر زندہ کر دے گا۔ وہ دنیا کا چکر لگا کر دمشق پہنچے گا جہاں امام مہدی اس کے خلاف لڑائی کی تیاریں کر رہے ہوں گے تب ہی حضرت عیسیٰؑ دمشق کی جامع مسجد کے مینار سے نیچے اتریں گے۔ آپ امام مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور پھر دجال کا مقابلہ کرنے اور اسے قتل کرنے کے لئے باہر نکلیں گے۔ گھمسان کی جنگ کے بعد حضرت عیسیٰؑ دجّال کو مقامِ "لُد" پر قتل کر دیں گے جس کے ساتھ ہی زمین پر کفر ختم ہو جائے گا اور صرف اسلام ہی باقی رہ جائے گا۔ دجّال کے بارے میں ایک حدیث ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ لوگوں میں قیام فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے لائق حمد وثنا بیان کی، پھر دجّال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:[51]"انی لانذرکموہ وما من نبی الا انذرہ قومہ لقد امذر نوح قومہ ولکنی اقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ تعلمون انہ اعور وان اللہ لیس باعور۔

ترجمہ:" پھر آپ ﷺ نے دجّال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں اس کے بارے میں خبر دار کر رہا ہوں، ہر بنی نے اپنی قوم کو اس کے بارے میں خبر دار کیا ہے، بے شک حضرت نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو اس کے بارے میں خبر دار کیا لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی کہ جان لو کہ وہ بلاشبہ کانا ہو گا اور بے شک اللہ کانا نہیں"۔

مندرجہ بالا شواہد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا نزول برحق ہے آپؑ دنیا میں تشریف لائیں گے اور دجّال مسیح کو قتل کر کے اسلام کا بول بالا فرمائیں گے۔ نزولِ عیسیٰؑ سے انکار نصوصِ قرآنی اور احادیثِ صحیحہ سے انکار ہے جو دائرہ اسلام سے دائرہ کفر میں داخلے کا باعث ہے۔

حوالہ جات:

---

[1] الانعام:85

Al- Anaam:85

[2] النساء: 155-158

Al- Nisa: 155-158

[3] سرسیّد احمد خان، تفسیر القرآن (لاهور، اردو بازار، دوست ایسوسی ای ٹ س، 2004) 423-426

Sirsyed Ahmad Khan, Tafseer al-Qur'an (Lahore, Urdu Bazar, Dost Associates, 2004) 423-426

[4] آل عمران:55

Aal Imran: 55

[5] المائدہ:117

Al-Maida:117

[6] مریم:31-33

Maryam: 31-33

[7] النساء:157

Al-Nisa:157

[8] سرسید، تفسیر القرآن:429

Sir Syed, Tafseer al-Qur'an: 429

[9] سرسید، تفسیر القرآن:430

Sir Syed, Tafseer al-Qur'an: 430

[10] سرسید، تفسیر القرآن:430-431

Sir Syed, Tafsir al-Qur'an: 430-431

[11] المائدہ:117

Al-Maida: 117

[12] آل عمران:55

Aal Imran: 55

[13] المائدہ:75

Al-Maida: 75

[14] آل عمران:144

Aal Imran: 144

[15] الاسراء:93

Al-Israa: 93

[16]الاعراف:25

Al-Araf: 25

[17]الانبیاء:34

Al- Umbiyaa:34

[18]بشیرالدین،مرزا،تفسیر کبیر (قادیان،نظارت نشرواشاعت،2004)1:517

Basheeruddin, Mirza, Tafseer Kabir (Qadian, Publicația Nizarat Nasro, 2004) 1: 517

[19]بشیرالدین،تفسیر کبیر1:342

Bashiruddin, Tafseer Kabir 1: 342

[20]لاھوری،محمد علی،بیان القرآن 225

Lahori, Muhammad Ali, Bayan ul quran 225-226

[21]لاھوری،بیان القران225-226

Lahori, Bayan quran 225-226

[22]المائدہ:117

Al-Maida:117

[23]غامدی،جاوید احمد،البیان(لاھور،المورد،2018)1:359

(یوٹیوب چینل،غامدی سنٹر آف اسلامک لرننگ،سلسلہ گفتگو27تا33،موضوع نزولِ مسیح)

Ghamdi, Javed Ahmad, Al Bayan (Lahore, Al Murd, 2018) 359

[24]غامدی،جاوید احمد،میزان(لاھور،المورد،اسارہ علم وتحقیق،2009)178

.Ghamdi, Javed Ahmad, Meezan (Lahore, Al Murd, Asara Ulm Tahaqiq, 2009) 178

[25] (Ghamdi Islamic Centre of Learning Part 33,YouTube .com)

[26]النساء:159

Al-Nisa:159

[27]کاندھلوی،محمد ادریس،معارف القرآن(لاھور،مکتبہ رحمانیہ اردو بازار،س،ن)2:307

Kandhalvi, Muhammad Idris, Ma'arif al-Qur'an (Lahore, Muktaba Rehmaniya Urdu Bazar, S, N) 2: 307

[28]کاندھلوی،محمد ادریس،اسلام اور نصرانیت(لاھور،انارکلی،2ادارہ اسلامیات،2011)168

Kandhalvi, Muhammad Idris, Islam şi creştinism (Lahore, Anarkali, 2nd Institute of Islamiat, 2011) 168

[29]سعیدی،علامہ غلام رسول،تبیان القرآن(لاھور،اردو بازار،فرید بک سٹال2013)2:862

Saeedi, Allama Ghulam Rasool, Tabiyan Al-Qur'an (Lahore, Urdu Bazaar, Farid Book Stall, 2013) 2: 862

[30]حوالہ سابقہ

Hawal 5 Sabiq 5

[31]سعیدی،تبیان القرآن7:862-865

Saidi, Tabiyan al-Qur'an 7: 862-865

[32]سعیدی،تبیان القرآن3:362

Saidi, Tabiyan al-Qur'an 3:362

[33]آل عمران:55

Al- Imran:55

[34]امرتسری، ثناءاللہ، تفسیر ثنائی (لاہور، مکتبہ قدوسیہ، 2002) 1:222

Amritsari, Sanaullah, Tafseer Sana'i (Lahore, Muktaba Qudusiya, 2002) 1: 222

[35]امرتسری، تفسیر ثنائی 1:223

Amritsari, Tafseer Sanai 1: 223

[36]امرتسری، تفسیر ثنائی 1:224

Amritsari, Tafseer Sanai 1: 224

[37]امرتسری، تفسیر ثنائی 1:225

Amritsari, Tafseer Sanai 1: 225

[38]امرتسری، تفسیر ثنائی 1:226

Amritsari, Tafseer Sanai 1: 226

[39]حوالہ سابقہ

Hawal 5 Sabiq 5

[40]امرتسری، تفسیر ثنائی 1:229

Amritsari, Tafseer Sanai 1: 229

[41]حوالہ سابقہ

Hawal 5 Sabiq 5

[42]حوالہ سابقہ

Hawal 5 Sabiq 5

[43]حوالہ سابقہ

Hawal 5 Sabiq 5

[44]امرتسری، تفسیر ثنائی 1:231

Amritsari, Tafseer Sanai 1: 232

[45]امرتسری، تفسیر ثنائی 1:232

Amritsari, Tafseer Sanai 1: 232

[46]حوالہ سابقہ

Hawal 5 Sabiq 5

[47]امرتسری، تفسیر ثنائی 1:234

Amritsari, Tafseer Sanai 1: 234

[48]الزخرف: 57-61

Al-Zharf: 57-61

[49]النساء: 154-159

Al-Nisa:154-159

[50]القادری، محمد طاہر، حیات ونزول مسیح اور ولادت امام مہدیؑ (لاہور، ماڈل ٹاؤن، منہاج پبلیکیشنز 2016) 50-54

Al-qadri, muhammad tahir, hayat e nuzul masih or wiladat imaam mahdi (Lahore, Model Town, Minhaj -Publications (2016) 50-51

[51]القادری، حیات ونزول مسیح اور ولادت امام مہدی، 61

Al-qadri, hayat o nuzul masih or wiladat imaam mahdi,61

Marajay wa Masadar

1. Al-Quraan
2. Khan Sir Syed Ahmad, Tafseer-ul-Quraan, Doost Associates, Urdu Bazaar,Lahore,2004.
3. Mirza Bashir-ud-Din, Tafsee e Kabeer, Nazarat Nashr o Ashaat,Qadyaan,2004.
4. Lahori Muhammad Ali, Tafseer Biyaan-ul-Quraan.
5. Ghamdi Jawed Ahmad, Al-Biyaan, Almowrid, Lahore,2018./Youtube Channel, Ghamdi Centre of Islamic Learning, Silsila e Guftgoo 27-33,Maozoo,Nazool e Masih.
6. Ghamdi Jawed Ahmad, Al-Mizaan, Al-Maorid, Idara e Ilmo Tahqiq,Lahore,2009.
7. Kandhlwi Moulana Muhammad Idrees, Tafseer Muaarif ul Quraan, Maktaba Rahmania, Urdu Bazaar, Lahore.
8. Moulana Muhammad Idrees Kandhlwi, Islam aur Nasraniyyat, Idara e Islamiyat, Anarkali, Lahore, 2011.
9. Saeedi Allama Ghulam Rasool, Tafseer Tibyaan ul Quraan, Fareed Book Stall, Urdu Bazaar,Lahore,2013.
10. Amratsari Moulana Sanaullah, Tafseer e sanai,Maktaba e Qussosia,Lahore,2002.
11. Tahir ul Qasri, Allama Muhammad Hayaat o Nazool e Masih Aur Waladat e Imam Mehdi, Minhaj Publications, Model Town Lahore,2016.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.